قبل از اسلام عربوں کے ملبوسات اور سنت نبوی ﷺ

Trends of Dresses in Arab before Advent of Islam
And Sunat-E-Nabvi

صبیحہ اکرم: پی ایچ ڈی سکالر، ادارہ علوم اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور
ڈاکٹر حافظہ شاہدہ پروین: ایسوسی ایٹ پروفیسر، ادارہ علوم اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور

Abstract:
Dress is basic need of mankind. Before advent of Islam Like other civilized societies, Arabs also used different kinds of dresses. In this research I discussed dressing trends of "Asr-e-jahli" (before advent of Islam) and "Ahde Islam" (Sunnah of Holy prophet PBUH). Small industry of cloth making was in some areas of Arab and they also used to import dresses from Yemen, Syria and Qatar. All dresses had different names according to their design, color and area. I have tried to present the trends of "Asr-e-jahli" and Hazrat Muhammad's way of reformation side by side. It has three dimensions. He did not completely change the traditions of Arabs by constructing new building of religion but the Holy Prophet PBUH maintained the traditions which were according to the teachings of Islam. He reformed all those traditions which required corrections. He blessed prestigious principles to mankind by eliminating cursed traditions. Hazrat Muhammad (PBUH) brings revolution in this aspect also. He rejected those dresses which were against nature of Islam like use of silk (RESHAM) for male. Some dresses were amended. He appreciated those dresses which were according to the Islamic teachings. Holy Prophet (PBUH) commanded special code of dress being a last messenger of ALLAH.

اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا، دیگر مخلوقات پر فضیلت بخشی، اور اس کو شرف و فضل سے نوازنے کے ساتھ ساتھ بہت سی نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا ۝[1]

ہم نے انسان کو شرف و تکریم عطا کی ہے، اسے خشکی اور تری میں سوار کرایا، اسے پاکیزہ چیزیں کھانے کو دیں اور اسے اپنی بہت سی مخلوقات پر فضیلت عطا کی۔

اس ذات اقدس نے انسان کو احسن تقویم پر پیدا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ ۝[2] ہم نے بنایا آدمی خوب سے اندازے پر۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کے جسم کو متناسب اور بہترین شکل وصورت عطا فرمائی اور اعلیٰ دماغی صلاحیتوں سے نوازا، اور اس کو بیک وقت ایسی خوبیاں عطا فرمائیں جو کسی اور مخلوق میں نہیں پائی جاتیں۔ اس کے ساتھ ساتھ انسان کا ایک اور امتیازی وصف یہ ہے کہ اسے جانوروں اور پرندوں کے مقابلے میں لباس پہننے کا پابند بھی بنایا۔ لباس انسانی زندگی کا اہم جزو اس طرح سے بن گیا کہ پیدائش کے بعد سے لباس کا یہ ساتھ شروع ہوتا ہے، اور زندگی کے اختتام تک جاری رہتا ہے، اور بوقت وفات کفن پہنا کر دفنایا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

يَا بَنِي آدَمَ قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُوَارِي سَوْآتِكُمْ وَرِيشًا وَلِبَاسُ التَّقْوَى ذَٰلِكَ خَيْرٌ [3]

اے اولاد آدم ہم نے تمہارے لیے لباس نازل کیا تا کہ وہ تمہارے قابل شرم حصوں کو ڈھانکے اور تمہارے لیے زینت کا ذریعہ بنے۔ اور تقوی کا لباس بہترین ہے۔

اللہ تعالیٰ بندوں پر اپنے احسانات کا ذکر فرماتا ہے۔ کہ ہم نے تمہیں لباس و آرائش دیا، لباس تو جسم کے عورات کو چھپانے کے کام آتا ہے اور ریش پرندے کے پر کو کہتے ہیں۔ اور یہ پر اس کی خوبصورتی کا باعث ہیں۔ [4] ابن جریر کہتے ہیں کہ ریش کلام عرب میں ساز و سامان اور ضرورت سے زیادہ لباس کو کہتے ہیں. [5] لہٰذا ستر پوشی اور زیب و زینت کے علاوہ لباس کا ایک تیسرا مقصد قرآن نے یوں واضح کیا:

وَجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيلَ تَقِيكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيلَ تَقِيكُمْ بَأْسَكُمْ كَذَٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُونَ۝ [6]

اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے کرتے بنائے، جو تمہیں گرمی (اور سردی) سے بچاتے ہیں، اور (ایک دوسری قسم کے) کرتے (زرہیں اور خود بنائے) ہیں، جو لڑائی میں تمہارا بچاؤ کرتے ہیں۔

قبل از اسلام عربوں کے ہاں کپڑے کی کئی اقسام کا استعمال ہوتا تھا۔ اور یہ مختلف اقسام کا کپڑا لباس پہننے کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔

عرب میں استعمال ہونے والے کپڑے کی اقسام:

عربوں کے ہاں کپڑے کی مختلف نوعیتیں موجود تھیں۔ جن میں سوتی، ریشمی، اور اونی کپڑا پایا جاتا تھا عام

استعمال کے کپڑے یمن، صحار، اور نجران وغیرہ میں تیار ہوتے تھے جو برد یمانیہ، حلہ سحولیہ، ثواب نجرانیہ کہلاتے تھے۔ ریشم سے بنے ہوئے کپڑے کی بھی کئی اقسام پائی جاتی تھیں، جو اپنے ڈیزائن، علاقوں یا رنگوں کے ناموں سے مشہور تھے۔ عرب میں کپڑے کی گھریلو صنعت کا رواج بھی تھا۔ بعض خواتین گھر میں ہی اپنی ضرورت کا کپڑا بن لیا کرتی تھیں۔[7]

سوتی کپڑا:

سوتی کپڑا کثرت سے عربوں کے زیر استعمال رہتا تھا۔ یہ کپڑا مختلف علاقوں میں بنتا تھا اور انہیں ناموں سے مشہور تھا۔ مثلاً یمنی حبرہ، یہ یمن کا انتہائی مرغوب و پسندیدہ کپڑا تھا۔ یمن کا کاروبار زیادہ تر ہندوستان کے ساتھ تھا اس لیے کہا جا سکتا ہے کہ یہ کپڑے ہندوستان سے بھی آتے تھے۔ بعض کپڑوں کے نام ہندی الاصل ہیں شاش (ململ) فوطہ (چار خانہ اور تہبند) اس سے خیال ہوتا ہے کہ شاید کچھ کپڑے ہندوستان سے بھی آتے ہوں۔ آغاز اسلام میں کپڑوں کی درآمد شام سے تھی، یہودی تاجر مدینہ میں کپڑا لے کر آتے تھے۔[8]

عرب میں سندھ کے بنے ہوئے خاص قسم کے کپڑوں کو مسندہ اور مسندیہ کہتے تھے، اور ان کا ستعمال بھی عام تھا، عام طور پر ان کی چادریں بنتی تھیں، اور چونکہ یہ کپڑا ہندوستان سے پہلے یمن جاتا تھا، اس لیے ان کو بردیمانی بھی کہتے تھے۔[9] صحاری کپڑے صحار کے علاقے کی طرف منسوب تھے، جو کہ جنوبی مرکز پارچہ بافی تھا، اسی طرح سحولی کپڑوں کی نسبت ایک مقام سحول کی طرف ہے، جو جنوبی عرب کا ایک مشہور صنعتی علاقہ تھا، برد نجرانی بھی مشہور کپڑا تھا۔ جنوبی عرب کے ساحلی مقامات میں کپڑے کے بہت سے کارخانے تھے۔ جن میں کپڑے تیار ہوتے تھے، اسی طرح یہ مقامات ہندوستان اور سندھ کی منڈی بھی تھے۔ جہاں سے یہ کپڑے اندرون عرب کے علاوہ یورپ تک جاتے تھے۔[10] قطر کے علاقے میں بھی کپڑا بنتا تھا، وہاں کے بنے ہوئے عمامے مشہور تھے جن کو عمامہ قطریہ کہا جاتا تھا۔[11]

ریشمی کپڑا:

عرب سوتی کپڑے کے علاوہ ریشمی کپڑا بھی استعمال کرتے تھے، ان کے ہاں استعمال ہونے والے ریشمی کپڑے کی کچھ اقسام تھیں، ان میں ایک قسم لبس القسي یہ کپڑا مصر کے ایک قس نامی علاقے کی طرف منسوب تھا، اس علاقے میں یہ کپڑا بنا جاتا تھا۔[12] حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیان

کے مطابق یہ کپڑا احجاز میں شام یا مصر سے آتا تھا اور اس پر چوڑی ریشمی دھاریاں ہوتی تھیں اور اس پر ترنج جیسے نقش و نگار بنے ہوتے تھے۔[13] ریشمی کپڑے کی ایک قسم خز تھی جو کہ معمولی ریشمی کپڑا تھا، یہ کپڑا عربوں کے ہاں چادروں،[14] ازار[15] وغیرہ بنانے کے لیے استعمال ہوتا تھا۔ ریشمی کپڑے کی ایک اور قسم المِیثَرَۃ تھی یہ وہ کپڑا تھا جسے عورتیں ریشم سے اپنے شوہروں کے لیے بناتی تھیں ۔ یہ جھالر دار چادر کی طرح ہوتی تھی، اور وہ اسے زرد رنگ سے رنگ دیتی تھیں جیسے اوڑھنے کے رومال ہوتے ہیں۔[16] عرب الاستبرق بھی استعمال کرتے تھے جو کہ ، موٹا ریشمی کپڑا تھا، یہ دیبا سے بنا ہوا دبیز اور کھردرا کپڑا تھا۔[17] السیراء یہ یمن میں بننے والا کپڑا تھا، اور دھاری دار چادروں پر مشتمل ہوتا تھا، جن میں ریشم ملا ہوتا تھا[18] ان کے ہاں طیلسان،[19] اور سندس بھی پائی جاتی تھی جو کہ باریک اور نفیس ریشم تھی۔ ریشمی کپڑے سے ہر طرح کے ملبوسات بنتے تھے، مثلاً ریشمی قباء،[20] ریشمی دھاریوں والے حلے،[21] اور ریشمی ٹوپیاں۔[22] اس کے علاوہ زیریں جامے ، بالائی بدن کے کپڑے جیسے جبہ ، قمیص ، عباء وغیرہ اور بالائی لباس پر پہننے کی چادریں بالخصوص ریشمی ہوتی تھیں یا ریشم کا جزو وافر رکھتی تھیں.... خواتین کے ملبوسات بھی بعض ریشمی ہوتے تھے اور بچوں اور بچیوں کے بھی۔ سر ڈھانکنے کے لباس بھی ریشمی ہوتے تھے۔ بالعموم ان ریشمی ملبوسات کے مراکز جنوبی عرب کے یمن کے مختلف شہر تھے، اور شام اور عراق سے بھی ان کو درآمد کیا جاتا تھا۔[23]

اونی کپڑا:

اونی لباس بالعموم بدویت یا بدوی تمدن سے وابستہ سمجھا جاتا ہے، اور اسی بنا پر وہ ادنی اور سادہ ترین بھی کہا جاتا ہے۔ بدو عرب اور بعض دوسرے شہری افراد و طبقات کمبل نما اونی کپڑے پہنتے تھے اور ان کا اون مویشیوں سے حاصل کیا جاتا تھا۔ اونٹ کا اون تو عام تھا اور بکریاں (بالوں) والی بھیڑیں بھی اون فراہم کرتی تھیں۔ بعض قسموں کو خالص اون کے لیے پالا جاتا تھا۔ اونی لباس میں زیادہ اقسام نہیں تھیں کیونکہ کمبل نما چوغہ سر سے پیر تک ڈھانپنے کے کام آجاتا تھا۔

بہر حال ان کی بعض معمول کی اقسام بھی ہوتی تھیں، جو عورتوں اور بچوں سب کے لیے ہوتی تھیں اور ان کے تن ڈھانکنے کے کام آتی تھیں۔ بعض اونی ملبوسات عمدہ قیمتی اور نفیس بھی ہوتے تھے اور وہ بالعموم شام اور دوسرے ٹھنڈے علاقوں سے درآمد کئے جاتے تھے۔[24] سادہ اونی کپڑا لوگ عموماً گھر میں

ہی بنالیا کرتے تھے، یعنی اونی کپڑا بنانے کی صنعت گھریلو بھی تھی۔[25] اونی کپڑوں میں موٹے کپڑے البجاد نامی کپڑے کا استعمال ہوتا تھا۔[26] عربوں کے ہاں سفید شامی کپڑا بھی استعمال ہوتا تھا۔ قبل از بعثت نبی اکرم ﷺ نے حجر اسود کو اس کے اصل مقام پر نصب کرنے کے لیے جو کپڑا استعمال کیا وہ شام سے آیا ہوا کپڑا تھا۔[27] مصر کے علاقے قبط میں بنایا جانے والا کتان کا کپڑا قباطی کہلاتا تھا، قباطی کا واحد قبطیہ ہے۔ وہ ایک خاص قسم کا کپڑا ہوتا تھا، دراصل وہ مصر میں بنایا جاتا تھا، اس لیے قباطی کہلاتا تھا، یہ کپڑا بھی عربوں کے زیر استعمال رہتا تھا۔[28] مصر کا بنا ہوا یہ کپڑا نبی اکرم ﷺ نے دحیہ کلبی کو تحفہ میں دیا تھا۔[29] اونی کپڑے کی ایک قسم کساء غلیظ کہلاتی تھی۔ یہ کپڑا نبی اکرم ﷺ کے زیر استعمال بھی رہا تھا۔[30]

ملبوسات کی اقسام:

لباس انسان کی ایک بڑی ضرورت ہے، جسم کے ضروری حصوں کو ڈھانپنا انسان کے فطری خصائل میں شامل ہے۔ ستر پوشی، زیب وزینت اور موسمی حالات کی سختیوں سے بچاؤ کے لیے لباس کا استعمال ہر معاشرے کے انسانوں کی ضرورت رہا ہے۔ عرب بھی لباس جیسی بنیادی ضرورت کو پورا کرتے اور مختلف ملبوسات کا استعمال کرتے تھے۔

عربوں کے بادیہ نشین وہ لوگ تھے جو کوچ کرتے اور ایک مقام پر قیام نہ کرتے تھے۔ وہ بالعموم سلا ہوا کپڑا پہنتے تھے۔ سروں پر تاج کے طور پر عمامہ باندھتے، بعض اوقات پشت پر چادر ڈال لیتے اور ایک تہبند باندھ لیتے تھے۔ شہروں اور مکانوں کے رہنے والے مختلف قسم کا لباس پہنا کرتے تھے۔[31] ان کے یہاں کی چادر بھی مختلف ہوتی تھیں۔ عربوں کے ہاں کاہن کا عام لوگوں سے الگ لباس تھا، وہ رنگا ہوا کپڑا نہ پہنتے تھے۔ عراف نہ تو قمیص کا دامن چھوڑتا نہ چادر گھسیٹتا۔ قاضی پشم کے بنے ہوئے کپڑے پہنتا تھا۔ شاعر کا لباس بھی خاص ہوتا تھا۔ شاعر جب کسی کی ہجو کرنا چاہتا تو آدھے سر پر تیل مل لیتا اور تہبند ڈھیلا چھوڑ دیتا تھا۔ اور صرف ایک پاؤں پر جوتا پہنتا تھا۔[32]

عرب معاشرت میں لباس جن حصوں پر مشتمل تھا وہ کچھ اس طرح ہیں، سر پر عمامہ، برانس، ٹوپی وغیرہ استعمال کی جاتی تھی۔ بالائی بدن پر قمیص، جبہ، قباء، حلہ کا استعمال کیا جاتا تھا۔ بدن کے زیریں حصے کے لیے سراویل، ازار استعمال کیا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ چادر کا استعمال بھی عرب معاشرے میں ہوتا تھا۔

عربوں کی پگڑیاں/عمامے:

عمامہ دستار یا پگڑی کو کہا جاتا ہے، اس سے مراد ہے کہ ہر وہ چیز جو سر پر لپیٹی جائے۔[33] پگڑیاں عربوں کے تاج تھے۔ اور ان ہی سے ان کی عزت تھی۔ عربوں کی پگڑیاں محنکہ ہوتی تھیں، یعنی ان کا ایک سرا حلق کے نیچے ہوتا تھا۔ عربوں کے سردار وہ پگڑیاں رکھا کرتے تھے جو زرد ہوتیں.... زرد عمامے عربی ممالک میں ہرات سے درآمد کیے جاتے تھے۔[34] عربوں کے شہسواروں کی عادت تھی کہ حج کے موسم، اجتماع، اور عربوں کے میلوں مثلاً عکاظ، اور ذی المجاز اور اسی قسم کے دیگر ایام میں وہ منہ کو کپڑے سے ڈھانپ لیتے تھے۔ عرب یہ بات ناپسند کرتے تھے کوئی انہیں پہچان لے۔ اور ان کے دشمنوں کی تمام تر توجہ انھی کی طرف ہو جائے۔ ان کا یہ ہی حال تھا مگر اس کو باوجود بعض اوقات ان کا کوئی شہسوار اپنے آپ کو کوئی خاص علامت لگالیتا تھا۔[35]

اس حوالے سے شاعر کہتا ہے:

إذا كشف اليوم العماس عن استه ... فلا يرتدي مثلي ولا يتعمم[36]

جب سختی کا دن اپنی دبر تک کھول دے، یعنی پورا ظاہر ہو جائے، تو میرے جیسا شخص نہ چادر پہنتا ہے نہ عمامہ باندھتا ہے۔

عرب عمامہ باندھنے کو شرافت اور سرداری کا باعث سمجھتے تھے۔ شاعر کہتا ہے:

إذا المرء أثرى ثم قال لقومه ... أنا السيد المفضى إليه المعمّم[37]

جب کوئی شخص مالدار ہو جائے اور پھر اپنی قوم سے کہے کہ میں سردار ہوں جس کے پاس لوگ آتے ہیں، اور جس نے عمامہ پہن رکھا ہے۔

عرب میں عمامہ باندھنے کا رواج عام تھا۔ عرب کے شیوخ اور دیگر مکہ کے سردار اپنے سروں پر عمامہ باندھتے تھے۔ ابو احیحہ سعید بن العاص کے عمامہ کا خصوصی ذکر ملتا ہے کہ جس دن مکہ میں وہ کوئی خاص عمامہ باندھ لیتے اس دن ویسا عمامہ کوئی اور شخص نہ باندھتا تھا۔ اس حوالے سے **أبو قيس بن الأسلت** کے اشعار ہیں :

وكان أبو أحيحة قد علمتم ... بمكة غير مهتضم ذميم

تمہیں معلوم ہے کہ مکے میں ابو احیحہ پر نہ تو کوئی شخص ظلم کر سکتا ہے، اور نہ اس کی مذمت کی جاتی ہے۔

إذا شد العمامة ذات يوم ... وقام إلى المجالس والخصوم

جب کسی روز وہ وہ پگڑی باندھ لیتا اور مجالس اور مقدمات کے فیصلے کرنے کے لیے اٹھ کر جاتا۔

فقد حرمت على من كان يمشي ... بمكة غير ذي دنف سقيم

توان لوگوں کے سوا جو کسی جعلی باپ کی طرف منسوب ہوتے یا سقیم النسب ہوتے جو بھی مکہ میں چلا کرتا ان سب پر عمامہ باندھنا حرام ہوتا۔

وسطت ذوائب الفرعين منهم ... فأنت لباب فرعهم الصميم

توقریش کی دونوں شاخوں میں سے افضل ترین شخص ہے لہٰذا توان کے خالص خاندان کا مغز ہے۔

كريم من سراة بني لؤي ... كبدر الليل راق على النجو[38]

لؤی کی اولاد کے سرداروں میں سے ایک ایسا روشن آدمی جو رات کے چاند کی طرح ہے اور دیگر تمام ستاروں پر فضیلت میں فوقیت لے گیا ہے۔

عرب جاہلی کے ایک اور شخص زبرقان کے عمامے کا ذکر ملتا ہے۔ یہ شخص اپنے عمامے کی وجہ سے مشہور تھا۔ زبرقان کا نام حصين بن بدر بن إمرئ تھا۔ اس کے چہرے کی خوبصورتی کی وجہ سے اسے زبرقان کہا گیا۔ یہ شخص اپنے عمامے کو زرد رنگ سے رنگتا تھا۔[39]

عمامے کے علاوہ سر ڈھانپنے کے لیے عرب ٹوپی کا استعمال بھی کرتے تھے، جس کو برانس کہا جاتا تھا۔ امام بخاری نے صحیح بخاری میں باب البرانس کے نام سے ایک باب باندھا ہے، نبی اکرم ﷺ نے بحالت احرام برانس پہننے سے منع فرمایا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عرب برانس کا استعمال بھی کرتے تھے۔[40]

جبہ، حُلہ، قمیص، قباء کا استعمال:

جبہ بالائی بدن کا لباس تھا، اور وہ اپنے زمانے میں تمام عرب میں اور دوسرے علاقوں میں مقبول تھا۔ اس کی مختلف نسبتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ قرب وجوار کے علاقوں میں سب سے زیادہ شام میں رائج تھا۔ ان کو کبھی جبہ شامیہ کہا گیا اور کبھی جبہ رومیہ، اس کے علاوہ بھی اس کی دوسرے اسماء اور نسبتیں ہیں، اپنے عہد کے رائج ملبوسات میں اس کا استعمال زیادہ نظر آتا ہے۔[41]

عرب مختلف نوع کے جبے استعمال کرتے تھے۔ ان کے ہاں چونکہ ریشمی، سوتی/صوف وغیرہ کا کپڑا عموماً استعمال ہوتا تھا، اسی اعتبار سے ان کے جبے کپڑوں کی ان اقسام پر مشتمل تھے۔ صوف کا بنا ہوا جبہ،[42]

ریشم کا جبہ جو کہ کبھی کبھی "جبہ سندس"[43] بھی کہلاتا تھا۔اس کے علاوہ کچھ جبے علاقوں کی طرف منسوب تھے، شام کے علاقے میں بنے ہوئے جبے شامی جبے کہلاتے تھے۔[44] عربوں کے زیر استعمال جبوں کی سلائی اور ڈیزائن بھی مختلف ہوتے تھے۔عام صوف اور سوتی جبوں کے علاوہ قیمتی جبوں پر ریشم وغیرہ کی کڑھائی کا کام کیا جاتا تھا،اور زیادہ قیمتی جبوں پر تو سونا بھی جڑا ہوتا تھا۔[45] کچھ جبے ایسے بھی ہوتے تھے، جن کی آستینوں اور گریبانوں پر کڑھائی ہوتی۔کندہ کے ایک وفد نے حبرہ کے جبے پہنے ہوئے تھے، جن کے آستینوں اور گریبانوں پر دیباج کے ٹکڑے لگے ہوئے تھے۔[46]

جبہ کے علاوہ حُلہ بھی عربوں کے ہاں استعمال ہونے والا لباس تھا۔عربوں کے ہاں عمدہ اور قیمتی حلے بھی تھے اور معمولی اور ادنی درجہ کے بھی۔وہ مروج ملبوسات میں ایک خاص امتیازی شان رکھتا تھا اور وہ ازار کی طرح پورے عرب میں مقبول لباس تھا۔[47] حُلہ اہل عرب کے لباس میں شامل تھا،اور اس کا استعمال بکثرت ہوتا تھا۔عربوں کا یہ لباس مختلف ناموں سے جانا جاتا تھا،یہ نسبتیں رنگوں یا ان علاقوں کی طرف تھیں جہاں حُلے بنتے تھے، مثلاً، حُلہ عدنیہ[48]،حُلہ یمانیہ،[49] وغیرہ ان کے نام تھے، اسی طرح کچھ حُلے رنگوں کے اعتبار سے بھی جانے جاتے تھے مثلاً حُلہ حمراء(سرخ حُلہ)[50] اسی طرح استبرق یا ریشم کے بنے ہوئے حُلے وغیرہ استعمال ہوتے تھے۔[51] اکابر عرب عام طور پر زیب وزینت کے لیے ریشمی حلے ہی استعمال کرتے تھے۔حُلہ حبرہ جیسے سادہ اور معمولی سوتی حُلوں کا استعمال بھی ہوتا تھا۔ دور جاہلیت میں ابو عمرو عاص بن وائل سہمی ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ان کے گھر آیا تو اس نے ایک حُلہ پہن رکھا تھا جس کو حُلہ حبرہ کہا جاتا تھا۔[52]

مطلب بن عبد مناف نے جب ارادہ کیا کہ شیبہ (عبد المطلب) کو مدینہ سے مکہ لے کر آئیں وہ مدینہ پہنچے تو شیبہ کو دریافت کیا،ان کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں،انہوں نے شیبہ کو گلے سے لگایا اور ان کو (حُلہ یمانی) یعنی یمن کے علاقے کا بنا ہوا جبہ پہنایا۔

عَرَفْتُ شَيْبَةَ وَالنَّجَّارُ قَدْ حَفَلَتْ ... أَبْنَاؤُهَا حَوْلَهُ بِالنَّبْلِ تَنْتَضِلُ

میں نے شیبہ کو پہچان لیا اور ایسی حالت میں پہچانا کہ بنو نجار کے لڑکے اس کے ارد گرد مجمع کیے ہوئے تھے۔[53]

معلوم ہوتا ہے کہ حُلہ پہننے کا رواج قدیم ہونے کے ساتھ ساتھ،عام بھی تھا۔اسی طرح ابو لہب کے حُلہ

عدنیہ کا ذکر ملتا ہے، کہ جب نبی اکرم ﷺ ایام حج میں قبائل عرب کو دعوت اسلام دیتے، توحید کی طرف بلاتے اور بت پرستی سے منع فرماتے تو آپ ﷺ دعوت دینے کے بعد چلے جاتے تو پیچھے سے ابو لہب آتا، اور وہ (عَلَيْهِ حُلَّةٌ عَدَنِيَّةٌ). عدن کا حُلہ پہنے ہوئے ہوتا اور کہتا اس شخص کی بات ہر گز نہ مانو اور نہ سنو۔[54] حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حُلے کا ذکر ملتا ہے کہ وہ مکہ کے خوبرو جوان تھے ناز و نعم میں پلے اور بہترین حلہ پہنا کرتے تھے۔[55]

قمیص، عربوں کا وہ لباس تھا جو عموماً ہر خاص و عام پہنتا تھا۔ عہد جاہلیت میں ابو عمرو عاص بن وائل سہمی کی حریر کی قمیص کا ذکر ملتا ہے۔ کہ اس نے دھاری دار حلہ حبرہ اور اس کے ساتھ ریشمی قمیص پہنی ہوئی تھی۔[56] قمیص عرب کے معاشرے کا ایک اہم لباس تھا، قمیص شہروں کے علاوہ بدوی علاقوں میں بھی پہنی جاتی تھی۔ حالت احرام میں قمیص پہننے سے منع فرمایا گیا۔[57] عربوں کے ہاں استعمال ہونے والا ایک اور لباس قباء تھا۔ قباء ایک معروف لباس تھا۔[58]

عربوں میں ایک رائج لباس تھا، اکابر عرب اس کو خوب استعمال کرتے تھے، چونکہ وہ شاندار لباس ہوتا تھا اس لیے اس کے استعمال میں فخر و زینت کا بھی عنصر پایا جاتا تھا۔ بادشاہوں، امراء اور دوسرے اہل ثروت و طاقت کا وہ طبقاتی لباس تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبول اسلام کے واقعہ میں عاص بن وائل کی قباء کا ذکر ملتا ہے کہ اس نے ریشمی قباء پہن رکھی تھی[59] دومتہ الجندل کے شاہ اکیدر کے پاس دیباج کی قباء تھی جس پر سونے کی تار کشی کی گئی تھی۔[60] معلوم ہوتا ہے کہ عرب کے امراء بہترین لباس کے طور پر اپنے لیے قباء کا انتخاب کرتے تھے۔ اور بعض اوقات وہ اتنی قیمتی ہوتی تھیں کہ ان پر سونے کی گھنڈیاں لگی ہوتی تھیں۔[61]

عربوں کے ہاں ازار اور سراویل کا استعمال:

جاہلی معاشرے میں مردوں کا زیریں لباس ازار رہا تھا.... مردان عرب ازار باندھتے یا پہنتے تھے۔ اور یہ ایک سماجی حقیقت تھی کہ مردوں کا لباس ستر و زینت ازار ہی تھا۔[62] امرائے عرب اور اکابر قریش وغیرہ تکبر اور غرور کے سبب اپنے ازار کو اتنا لمبا اور لٹکا ہوا رکھتے تھے کہ اس کا نچلا حصہ زمین پر گھسٹتا ہوا چلتا تھا۔ وہ فخر و غرور اور تکبر کے علاوہ بڑے پن کا نشان بھی تھا۔ اس کے بالمقابل کمزور طبقات یا عوام اور سادہ اشخاص کا ازار اونچا ہوتا تھا، جسے ٹخنوں کے اوپر ہی سمجھا جا سکتا ہے بلکہ اس سے اوپر بھی ہوتا تھا۔ اس

کی وجہ غربت اور کپڑے کی عدم دستیابی تھی۔[63] تہبند اور لنگی کے کپڑے بھی سندھ ہی سے عرب جاتے تھے۔[64] ازار کے علاوہ سراویل کا استعمال بھی عربوں کے ہاں ہوتا تھا۔ بحالت احرام سراویل پہننے سے منع فرمایا گیا۔[65]

عربوں کے ہاں چادر کا استعمال:

عرب چادر کا استعمال کرتے تھے، اور یہ ان کے لباس کا حصہ تھی۔ چادر کے لیے مختلف نام ہوتے تھے مثلاً خمیصہ، قطیفہ، مروط، بردہ وغیرہ۔ خمیصہ سیاہ اون یا خز کا چوکھونٹا لباس ہوتا ہے، جس میں نقش و نگار اعلام ہوتے ہیں، اور اگر کسی کپڑے پر نقش و نگار نہ ہوں تو اسے خمیصہ نہیں کہا جائے گا۔[66] خمیصہ وہ قیمتی منقش کپڑا جو بطور چادر استعمال ہوتا تھا۔[67] منقش چادریں عربوں کے ہاں مردوں کے علاوہ عورتوں، بچیوں کے لیے بھی استعمال ہوتی تھیں۔ ان چادروں پر مختلف رنگوں مثلاً زرد، سبز وغیرہ کے نقش موجود ہوتے تھے[68] اور یہ ایک مخصوص اور مروج لباس تھا اور اہل استطاعت اس کو پہنا کرتے تھے۔[69] قطیفہ وہ چادر تھی جو زینت کے لئے استعمال ہوتی تھی۔[70] قطیفہ بھی مختلف علاقوں کی طرف منسوب تھی۔ عربوں کے ہاں چادر کو مروط بھی کہا جاتا تھا، یہ ریشم، صوف، یا کتان کی چادر تھی، جو اوڑھنے کے لیے استعمال ہوتی تھی۔[71] شملہ بھی چادر ہی کا نام تھا، یہ چادر بعض اوقات کپڑا بننے والی ماہر خواتین گھر ہی بنا لیا کرتی تھیں۔[72]

مردوں کی طرح عرب خواتین کے لباس میں ازار، قمیص، مختلف چادریں شامل تھیں، یہ لباس عموماً مردوں جیسا ہی تھا۔ اس کے علاوہ کچھ مخصوص لباس جو عورتیں پہنتی تھیں ان میں درع، نطاق، جلباب وغیرہ شامل تھا۔ دور جاہلیت میں خواتین درع استعمال کرتی تھیں۔ عربوں کے ہاں حمس کی روایت میں مرد تو برہنہ طواف کرتے تھے، اور عورتیں اپنے باقی کپڑے اتار کر ایک لمبی قمیص استعمال کرتی تھیں، جو درع کہلاتی تھی۔

أَمَّا الرِّجَالُ فَيَطُوفُونَ عُرَاةً، وأمّا النِّسَاء فضع إحْدَاهُنَّ ثِيَابَهَا كُلَّهَا إلَّا دِرْعًا مُفَرَّجًا[73]

عربوں میں یہ بھی رواج تھا کہ جب لڑکی بالغ ہوتی اور قمیص پہننے کے سن کو پہنچتی تو اس کا قمیص دارالندوہ میں چاک کیا جاتا۔

حَتَّى إِنْ كَانَتِ الْجَارِيَةُ تَبْلُغُ أَنْ تُدَرَّعَ فَمَا يُشَقُّ دِرْعُهَا إِلا فِيهَا۔[74]

عرب خواتین نطاق استعمال کرتی تھیں۔ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نطاق کا خصوصی ذکر ملتا ہے۔[75]

خمر، خمار کی جمع ہے، خمار کہتے ہیں ہر اس چیز کو جو ڈھانپ لے، چونکہ دوپٹا سر کو ڈھانپ لیتا ہے، اس لیے اسے بھی خمار کہتے ہیں۔[76] عرب خواتین خمار استعمال کرتی تھیں۔ عرب شرفاء کی عورتیں اپنی اوڑھنیاں سینوں اور گریبانوں پر ڈال کر نکلا کرتی تھیں، یا عام حالات میں ڈالے رہتی تھیں۔[77] عرب خواتین خمار کے علاوہ جلباب کا استعمال بھی چادر کے طور پر کرتی تھیں۔

ملبوسات کے متعلق اسلام کی اصلاحات:

قبل از بعثت جن علاقوں سے کپڑے کی تجارت ہوتی تھی، بعد از بعثت بھی ان علاقوں اور ان کپڑوں کی تجارت کو جاری رکھا گیا۔ ملبوسات کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ نے کچھ تعلیمات واضح طور پر دیں۔

مردوں کے لئے ریشم کا استعمال ممنوع:

نبی اکرم ﷺ نے مردوں کو ریشم کا کپڑا استعمال کرنے سے منع فرمایا۔ بعثت نبوی ﷺ سے قبل مرد حضرات ریشمی کپڑے کا لباس استعمال کرتے تھے، اور یہ لباس ان کے ہاں تفاخر کی علامت سمجھا جاتا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے عرب کے لباس کی اس روایت کو ختم فرمایا، مردوں کو ریشم پہننے سے منع فرمایا گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

من لبس الحرير في الدنيا لم يلبسه في الآخرة[78]

جس نے دنیا میں ریشمی لباس پہنا، وہ اسے آخرت میں نہیں پہنے گا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے مجھے ریشمی دھاریوں والا ایک جوڑا حُلہ عنایت فرمایا۔ میں اسے پہن کر نکلا تو میں نے نبی اکرم ﷺ کے چہرے پر غصے کے آثار دیکھے، چنانچہ میں نے اس کے ٹکڑے کر کے اپنی عزیز عورتوں میں بانٹ دیئے۔[79]

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو استبرق کا جوڑا پہنے ہوئے دیکھا، تو اسے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے، اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ خرید لیں، جب وفد آپ سے ملاقات کے لئے آئیں تو ان کی ملاقات کے وقت اسے پہن لیا کریں، تو آپ ﷺ نے

فرمایا ریشم تو وہ ہی پہن سکتا ہے، جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہو۔ اس بات پر ایک مدت گزر گئی، پھر ایسا ہوا کہ آپ ﷺ نے ایک دن خود انہیں ایک جوڑا بھیجا تو وہ اسے لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: آپ ﷺ نے یہ جوڑا میرے لئے بھیجا ہے، حالانکہ آپ ﷺ اس سے پہلے ایسا ارشاد فرما چکے ہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ میں نے تمہارے پاس اس لئے بھیجا ہے تاکہ تم اس کے ذریعہ (بیچ کر) مال حاصل کرو، چنانچہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی حدیث کی وجہ سے کپڑے میں ریشم کے بیل بوٹوں کو بھی مکروہ جانتے تھے۔[80]

نبی اکرم ﷺ نے ریشم کے پہننے سے مردوں کو منع فرمایا، سوائے اتنے کے اور نبی اکرم ﷺ نے انگوٹھے کے قریب کی اپنی دو انگلیوں کے اشارے سے اس کی مقدار بتائی۔ ابو عثمان نہدی نے بیان کیا کہ ہماری سمجھ میں نبی اکرم ﷺ کی مراد اس سے کپڑے وغیرہ پر ریشم کے پھول بوٹے بنانے سے تھی۔[81]

ریشم پہننا مردوں کے لئے حرام ہے مگر عورتوں کو ریشم پہننا جائز ہے، حضرت انس نے نبی اکرم ﷺ کی صاحبزادی اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنھا کو زرد دھاری دار جوڑا پہنے ہوئے دیکھا۔[82]

اسبالِ ازار:

نبی اکرم ﷺ نے اسبال ازار کو ممنوع قرار دیا ہے۔ اس سے مراد ہے کہ شلوار، پائجامہ، پتلون، تہبند وغیرہ کو ٹخنے سے نیچے لٹکانا۔ ازار کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانا تکبر کی علامت ہے۔

حدیث مبارکہ ہے:

وَإِيَّاكَ وَإِسْبَالَ الْإِزَارِ، فَإِنَّهَا مِنَ الْمَخِيلَةِ، وَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمَخِيلَةَ [83]

تم ٹخنے سے نیچے کپڑا لٹکانے سے بچو، اس لیے کہ یہ تکبر ہے اور اللہ تکبر کو ناپسند کرتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

ما أسفل من الكعبين من الإزارففي النار[84]

ازار کا جو حصہ ٹخنوں سے نیچے ہو گا وہ جہنم میں ہو گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں:

نہی رسول الله ﷺ عن لبستين أن يحتبي الرجل في الثوب الواحد ليس على فرجه منه شيء، وأن يشتمل بالثوب الواحد ليس على أحد شقيه،[85]

نبی ﷺ نے دو طرح کے لباس پہننے سے منع فرمایا۔ایک یہ کہ آدمی ایک کپڑے میں اس طرح احتباء کرے کہ اس کی شرمگاہ پر اس کے کپڑے سے کچھ نہ ہو (یعنی ننگی ہو جائے) دوسرا یہ کہ ایک کپڑے کے ساتھ اس طرح اشتمال کرے کہ اس کا ایک پہلو ننگا ہو جائے۔

لباس میں اعتدال کا حکم:

نبی اکرم ﷺ نے لباس کے حوالے سے اسراف اور تکبر سے منع فرمایا۔

كُلُوا وَاشْرَبُوا وَتَصَدَّقُوا وَالْبَسُوا مَا لَمْ يُخَالِطْهُ إِسْرَافٌ. أَوْ مَخِيلَةٌ [86]

کھاؤ پیو، صدقہ کرو اور لباس پہنو، لیکن اسراف نہ ہو اور تکبر نہ ہو۔

اسلام میں لباس کے حوالے سے ایک خصوصی حکم یہ بھی ہے کہ نماز کے وقت زینت اختیار کی جائے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَا بَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ۝ [87]

اے اولاد آدم کی! لے لو اپنی آرائش ہر نماز کے وقت اور کھاؤ اور پیو اور بے جا خرچ نہ کرو، اس کو خوش نہیں آتے بیجا خرچ کرنے والے۔

زینت اختیار کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے اعتدال کی تعلیم بھی فرمائی ہے کہ بے جا اسراف نہ کیا جائے۔اللہ تعالیٰ نے اسراف کو ناپسند کیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے لباس:

عمامہ عربوں کے لباس کا اہم حصہ تھا۔ دورِ جاہلیت میں عرب عمامہ استعمال کرتے تھے۔ عہد اسلام میں بھی اس لباس کو کثرت سے استعمال کیا جاتا تھا۔ آپ ﷺ خود عمامہ باندھا کرتے تھے، اور صحابہ کرام بھی عمامہ استعمال کرتے تھے۔

روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو سیاہ عمامہ پسند تھا۔

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ مَكَّةَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ [88]

نبی اکرم ﷺ فتح مکہ کے دن مکہ معظمہ میں داخل ہوئے تو آپ نے سیاہ عمامہ پہن رکھا تھا۔

عمامہ باندھنا نبی اکرم ﷺ کی سنت ہے، اور صحابہ کرام کا بھی معمول رہا تھا۔ نبی اکرم ﷺ مختلف قسم کی چادریں استعمال کرتے تھے۔

ایک خاتون نبی اکرم ﷺ کے لیے اون کی چادر لے کر حاضر ہوئی، جو انہوں نے اپنے ہاتھ سے بنی تھی، آپ ﷺ نے اس ہدیہ کو بخوشی قبول فرمایا۔[89] حبرہ بھی چادر کے لیے بولا جاتا تھا، یہ یمن کی بنی ہوئی خصوصی چادریں ہوتی تھی، نبی اکرم ﷺ کو تمام کپڑوں میں یمنی سبز چادر پہننا بہت پسند تھا۔[90] نبی اکرم ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ ﷺ پر سبز یمنی چادر ڈال دی گئی تھی۔[91] نبی اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ نقش و نگار والی خمیصہ یعنی چادر میں نماز پڑھائی۔ مگر نماز پڑھانے کے بعد جلد ہی اتار دی اور فرمایا اس نے ابھی مجھے میری نماز سے غافل کر دیا تھا۔[92] نبی اکرم ﷺ نے ایک موقع پر قبیلہ حرث کی بنی ہوئی چادر خميصة حريثية اوڑھ رکھی تھی۔[93] صحابہ کرام برانس کا استعمال کرتے تھے، ایک مرتبہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ریشمی زرد ٹوپی پہن رکھی تھی۔[94]

نبی اکرم ﷺ نے مختلف طرح کا حُلہ زیب تن فرمایا، بخاری کی روایت میں آپ ﷺ کے حُلہ حمراء (سرخ حُلہ) کا ذکر ملتا ہے۔ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ سرخ چمڑے کے خیمے میں سے ایک سرخ حُلہ پہنے ہوئے، تہبند اٹھائے ہوئے باہر تشریف لائے۔ اور لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھائی۔[95] نبی اکرم ﷺ کے علاوہ صحابہ کرام بھی حُلہ استعمال کرتے تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب خارجیوں کا ظہور ہوا اور میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آیا، تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں ان لوگوں کے پاس جاؤں،۔ تو میں نے ایک خوبصورت یمنی حُلہ زیب تن کیا ہوا تھا۔ تو ان لوگوں کے پاس پہنچا تو انہوں نے مجھے مرحبا کہا، اور بولے اے ابن عباس یہ حُلہ کیسا ہے؟ تو میں نے جواب دیا کہ، تم مجھ پر کیا اعتراض کرتے ہو، حالانکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو انتہائی خوبصورت حُلہ زیب تن کیے دیکھا ہے۔[96]

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یمن کی مہم سے واپس آئے تو حجۃ الوداع میں رسول اکرم ﷺ کے ساتھ حج کرنے کی غرض سے مکہ مکرمہ جلد پہنچ گئے اور اپنی فوج پر اپنے اصحاب میں سے ایک شخص کو امیر لشکر بنا دیا، قائم مقام صحابی نے تمام مجاہدین کو مال غنیمت کے ذخیرے میں سے قیمتی حُلے نکال کر پہنا دیئے۔ جب لشکر مکہ مکرمہ کے قریب پہنچا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سے ملاقات کے لئے گئے

تو دیکھا سب کے جسموں پر حُلے ہیں، وہ ناراض ہوئے اور سب سے چھین کر سارے حُلے واپس ذخیرے میں پہنچا دیئے۔[97]

نبی اکرم ﷺ نے جبے کو بھی لباس کے طور پر اپنایا۔ آپ ﷺ نے ایک سفر میں اون کا جبہ پہن رکھا تھا جس کی آستینیں تنگ تھیں۔[98] نبی اکرم ﷺ نے شامی جبہ بھی زیب تن فرمایا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے وضو کیا، آپ ﷺ شامی جبہ پہنے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا، اور اپنا چہرہ دھویا، اور پھر اپنی آستینیں چڑھانے لگے، لیکن وہ تنگ تھیں، اس لیے آپ نے اپنے ہاتھ جبے کے نیچے سے نکالے، انہیں دھویا، سر اور موزوں پر مسح کیا۔[99]

قباء عربوں کے ہاں استعمال ہونے والا لباس تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ چند قبائیں تقسیم کیں اور ان میں سے ایک قباء آپ ﷺ نے زیب تن فرمائی، حضرت مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے وہ قباء ان کو عطا فرمائی۔[100]

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے مروی ہے:

كَانَ أَحَبُّ الثِّيَابِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْقَمِيصَ[101]

نبی اکرم ﷺ کو تمام کپڑوں میں سے قمیص زیادہ پسند تھی۔

اس حدیث سے قمیص پہننے کا استحباب ثابت ہوتا ہے، نبی اکرم ﷺ کو یہ زیادہ محبوب اس لیے تھی کہ یہ تہبند اور چادر سے زیادہ ساتر ہوتی ہے اور یہ وجہ بھی ہو سکتی ہے کی قمیص ستر کو ڈھانپتی ہے اور جسم کے ساتھ بھی ملی ہوتی ہے۔[102]

نبی اکرم ﷺ نے سفید رنگ کا لباس پہننا پسند فرمایا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

خَيْرُ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضُ فَالْبَسُوهَا، وَكَفِّنُوا فِيهَا مَوْتَاكُمْ[103]

سفید لباس پہنو، اس لیے کہ یہ بہت پاکیزہ اور عمدہ ہے۔

عربوں کے نعلین:

جوتا پہننا بھی انسان کی بنیادی ضرورت ہے۔ قدیم زمانے سے ہی انسان جوتا استعمال کرتا تھا۔ قرآن میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نعلین کا ذکر اس طرح ہوا:

إِنِّيٓ أَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ إِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى۝[104]

میں ہوں تیرا رب، سو اُتار ڈال اپنی جوتیاں تو ہے پاک میدان طوٰی میں۔

عرب قدیم زمانے سے ہی چپل اور ایرانی جوتے کا ذکر کرنے کے مشتاق تھے۔[105] جوتوں کے حوالے سے عربوں کے ہاں مختلف قسم کے اشعار ملتے ہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جوتا پہننا عربوں کی تہذیب کا حصہ تھا، اور یقینی طور پر یہ انسان کے لباس کا اہم حصہ اور بڑی ضرورت ہے۔

نعلین کے متعلق نابغہ کا کہنا ہے:

رقاق النعال طيّب حجزاتهم ... يحيون بالريحان يوم السباسب

ان کے جوتے باریک ہیں اور ان کے ازار باندھنے کی جگہیں پاک ہیں، اور یوم السباسب کے دن ان کو سلام کیا جاتا ہے۔[106]

ان کے ایک کہنے والے نے کہا:

ونلقي النعال إذا نقبت ... ولا نستعين بأخلاقها

جب جوتا پھٹ جاتا ہے تو ہم اسے پھینک دیتے ہیں، اور ہم پرانے جوتوں سے مدد نہیں لیتے ہیں۔

ونحن الذؤابة من وائل ... إلينا تمد بأعناقها

ہم قبیلہ وائل کے بہترین لوگ ہیں جن کی طرف ان کی گردنیں اٹھتی رہتی ہیں۔[107]

عتبہ بن مرداس کہتا ہے:

إلى معشر لا يخصفون نعالهم ... ولا يلبسون السبت ما لم يخصّر

ایسے لوگوں کی طرف جو اپنے جوتوں کو پیوند نہیں لگاتے اور جب تک جوتے کے دونوں پہلو پتلے نہ ہوں اسے پہنتے ہی نہیں ہیں۔[108]

احنف کہتا ہے کہ اچھے جوتے پہنا کرو کیونکہ یہ مردوں کی خصلت ہے، لہٰذا جب کوئی شاعر جوتے کے عمدہ ہونے کی تعریف کر رہا ہو تو سمجھ لو کہ اس نے جوتے کی تعریف کرنے سے پہلے پہننے والے کی تعریف کی ہے۔[109]

جوتے سے متعلق ایک اور شاعر بیان کرتا ہے:

وقام بناتي بالنعال حواسرا ... وألصقن وقع السبت تحت القلائد

اور میری بیٹیاں ننگے سر ہو کر جوتے لے کر اٹھ کھڑی ہوں، اور ہار پہننے کی جگہ (جوتوں کے)

چمڑے کو ماریں۔

مطلب یہ ہے کہ مصیبت زدہ عورتیں جب نوحہ کرنے کے لیے کھڑی ہوتیں، تو اپنے جوتوں سے سینہ پیٹا کرتی تھیں۔[110] عربوں میں صاحب استطاعت افراد دباغت شدہ نعلین استعمال کرتے تھے۔[111]

نبی اکرم ﷺ کے جوتے:

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ نبی اکرم ﷺ کے نعلین مبارک کیسے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا:

أن نعل النبي ﷺ كان لها قبالان[112] آپ ﷺ کے پاپوش مبارک کے دو تسمے تھے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو جوتے باہر سے لے کر آئے، جس میں دو تسمے لگے ہوئے تھے۔ حضرت ثابت بنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یہ نبی کریم ﷺ کے جوتے ہیں۔[113]

حضرت عبید بن جریج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے سیدنا حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا، میں دیکھتا ہوں کہ تم سبتی جوتے پہنتے ہو، انہوں نے فرمایا: یقیناً میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے جوتے پہنے دیکھا ہے، جن پر بال نہ تھے اور آپ ﷺ ان میں وضو فرماتے تھے۔ لہٰذا میں یہ بہت پسند کرتا ہوں کہ ایسے جوتے پہنوں۔[114]

لباس انسان کی بنیادی ضرورت ہے، دیگر متمدن معاشروں کی طرح عرب بھی بہترین اور عمدہ لباس زیب تن کرتے تھے۔ قبل از اسلام اہل عرب مختلف علاقوں سے کپڑا درآمد کرتے تھے، جن میں یمن، شام، صحار وغیرہ تھے۔ اس کے علاوہ کپڑا بننے کی گھریلو صنعت چھوٹے پیمانے پر موجود تھی۔ نبی اکرم ﷺ کی بعثت کے بعد کپڑے کی تجارت بھی جاری رہی، اور وہ لباس بھی پہنے جاتے رہے جو قبل از اسلام موجود تھے، مثلاً ازار، قمیص، جبہ، حُلہ، قباء وغیرہ، مگر آپ ﷺ نے بحثیت شارع لباس کے متعلق اصولی احکامات جاری فرمائے۔ آپ ﷺ نے ملبوسات سے متعلق سادگی اپنانے کا حکم فرمایا، تقویٰ کا لباس بہترین لباس قرار دیا گیا، غرور، تکبر اور بڑائی کے لئے لباس پہننے کو منع فرمایا۔ اسی طرح اس معاملے میں اسراف سے بھی ممانعت فرمائی۔ آپ ﷺ نے ان ملبوسات کو منع فرمایا جو دین اسلام سے مطابقت نہیں رکھتے تھے، ان تمام ملبوسات کو جاری رکھا جو دین کی روح کے عین مطابق تھے۔

حواشی و حوالہ جات

[1] بنی اسرائیل، 70:17

[2] التین، 4:95

[3] الاعراف، 26:7

[4] فخر الدین، **مفاتیح الغیب**، دار إحياء التراث العربي، بيروت، 1420ھ، 221/14

[5] جامع البيان في تأويل القرآن، 364/12

[6] النحل، 81:16

[7] بخاری، محمد بن اسماعیل (المتوفی: 194ھ)، الجامع الصحيح، دار طوق النجاة، 1422ھ، كِتَاب اللِّبَاسِ، باب البرود والحبرة والشملة، رقم الحديث: 5810

[8] سید سلیمان ندوی، (المتوفی: 1373ھ)، تاریخ ارض القرآن، دار الاشاعت، کراچی، مارچ 1975ء، 711/2؛

[9] قاضی اطہر مبارکپوری، عرب و ہند عہد رسالت میں، تخلیقات لاہور، 2004ء، ص: 52

[10] عرب وہند عہد رسالت میں، ص: 180

[11] ابو داود، سليمان بن الأشعث السجِسْتاني (المتوفى: 275ھ)، السنن، المكتبة العصرية، صيدا، بيروت، س ن السنن لابی داؤد، كِتَاب الطَّهَارَةِ، بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْعِمَامَةِ، ح: 147

[12] ابن الجوزی، جمال الدين (المتوفى: 597ھ)، غريب الحديث، دار الكتب العلمية بيروت – لبنان، 1985، 242/2

[13] ابن حجر عسقلانی، أحمد بن علي، (م 852ھ) فتح الباري شرح صحيح البخاري، دار المعرفة بيروت، 1379، 293/10

[14] الزَّبيدي، محمّد بن محمّد، تاج العروس من جواهر القاموس، دار الهداية، س ن، 95/20

[15] تاج العروس من جواہر القاموس، 58/29

[16] فتح الباري شرح صحيح البخاري، 293/10

[17] الجامع الصحيح للبخاری، كتاب الأدب، باب من تجمل للوفود، رقم الحديث، 6081

[18] ابن منظور، محمد بن مکرم، لسان العرب، دار صادر – بیروت، 1414ھ، 391/4

[19] لسان العرب، 302/2

[20] الصحيح للبخاری، كتاب اللباس، باب القباء وفروج حرير، ح: 5801

[21] الصحيح للبخاري، كتاب اللباس ،باب الحرير للنساء،رقم الحديث: 5840

[22] الصحيح للبخاري، كتاب اللباس، باب البرانس،، ،رقم الحديث: 5802

[23]یسین مظہر صدیقی، عہد نبوی ﷺ کا تمدن، دار النوادر لاہور، 2011، ص:298،297

[24]عہد نبوی ﷺ کا تمدن، ص:298

[25] الجامع الصحيح للبخاري، كِتَاب اللِّبَاسِ ، باب البرود والحبرة والشملة ،ح: 5810

[26] غريب الحديث، 283/2

[27]البَلَاذُري، أحمد بن يحيى ، جمل من أنساب الأشراف: دار الفكر – بيروت،1996 ، 100/1

[28] ابراہیم مصطفىٰ، ،محمد النجار المعجم الوسيط، دار الدعوة ، استنبول، 1989ء، 711/2؛

[29] السنن لابی داؤد، كِتَاب اللِّبَاسِ بَابٌ فِي لِبْسِ الْقَبَاطِيِّ لِلنِّسَاءِ، رقم الحديث: 4116

[30] الجامع الصحيح للبخاري، كِتَابُ اللِّبَاسِ، بَابُ الأَكْسِيَةِ وَالخَمَائِصِ، رقم الحديث: 5818

[31] آلوسی، محمودشکری(المتوفی:1343ھ) ، بلوغ الارب فی معرفۃ احوال العرب (اردو ترجمه ڈاکٹر پیر محمد حسن)، اردو سائنس بورڈلاہور، 2011ء ، 608/4

[32] عمرو بن بحر بن محبوب، البيان التبيين ، دار ومكتبة الهلال، بيروت،1423 ، 67/3

[33]لسان العرب، 425/12

[34] بلوغ الارب فی معرفۃ احوال العرب، 610/4، 611

[35] بلوغ الارب فی معرفۃ احوال العرب، 618617/4

[36] البيان والتبيين،70/3

[37] البيان والتبيين،70/3

[38] أنساب الأشراف، 142/1

[39] أنساب الأشراف،353354/12

[40] الجامع الصحيح للبخاري، كتاب اللباس باب البرانس، رقم الحديث: 5803

[41] عهد نبوی ﷺ کا تمدن ، ص: 317

[42] السنن لابن ماجه، كِتَابُ الطَّهَارَةِ وَسُنَنِهَا ، بَابُ الْمِنْدِيلِ بَعْدَ الْوُضُوءِ، وَبَعْدَ الْغُسْلِ، ح: 468

[43] الجامع الصحيح للبخاري، كتاب الهبة وفضلها والتحريض عليها ، باب قبول الهدية من المشركين ، رقم الحديث:2615

[44] الجامع الصحيح للبخاري، كتاب الجهاد والسير، باب الجبة في السفر والحرب، ح:2918
[45] الطبقات الكبرى، 328/1
[46] الطبقات الكبرى، 328/1
[47] عهد نبوى ﷺ كا تمدن، ص: 326
[48] السيرة النبوية لابن هشام، 423/1.
[49] الطبقات الكبرى، 67/1
[50] الجامع الصحيح للبخاري، كتاب الصلواة، باب الصلاة في الثوب الأحمر، رقم الحديث: 376
[51] الجامع الصحيح للبخاري، كتاب الادب، باب من تجمل الوفود، رقم الحديث: 6081
[52] الجامع الصحيح للبخاري، كتاب المناقب، باب إسلام عمر بن الخطاب رضي الله عنه، ح 3864
[53] الطبقات الكبرى، 67/1
[54] ابن ہشام، عبدالملک بن ہشام، السيرة النبوية، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده بمصر، 1955، 423/1
[55] الطبقات الكبرى، 116/3
[56] الجامع الصحيح للبخاري، كتاب المناقب، باب إسلام عمر بن الخطاب رضي الله عنه، ح: 3864
[57] الجامع الصحيح للبخاري، كتاب اللباس، باب البرانس، رقم الحديث:5803
[58] ابن سيده، علي بن إسماعيل المخصص، دار إحياء التراث العربي، بيروت، 1996م، 394/1
[59] الجامع الصحيح للبخاري، كتاب المناقب، باب إسلام عمر بن الخطاب رضي الله عنه، ح: 3864
[60] السيرة النبوية لابن هشام، 526/2
[61] الجامع الصحيح للبخاري، كتاب اللباس، باب المزرر بالذهب، رقم الحديث: 5862
[62] عہد نبوی ﷺ کا تمدن، ص:308
[63] عہد نبوی ﷺ کا تمدن، ص:302
[64] عرب وہند عہد رسالت میں، ص:52
[65] الجامع الصحيح للبخاري، كتاب اللباس، باب السراويل، رقم الحديث:5804
[66] فتح الباري، 277/10
[67] الجامع الصحيح للبخاري، كِتَاب اللِّبَاسِ، باب الأكسية والخمائص، 5817

[68] الجامع الصحيح للبخاری، كِتَاب اللِّبَاسِ، باب الخميصة السوداء، 5823

[69] عہد نبوی ﷺ کا تمدن، ص: 360

[70] بدر الدين عينی، محمود بن أحمد، عمدة القاري شرح صحيح البخاري، دار إحياء التراث العربي بيروت، س ن، 196/13؛

[71] المعجم الوسيط، 864/2

[72] الطبقات الكبری، 454/1

[73] السيرة النبوية لابن هشام، 202/1

[74] الطبقات الكبری، 70/1

[75] الجامع الصحيح للبخاری، كتاب اللباس، باب التقنع، رقم الحديث: 5807

[76] ابن كثير، تفسير القرآن العظيم، 46/6

[77] عہد نبوی ﷺ کا تمدن، ص: 380

[78] الصحيح للبخاری، كتاب اللباس، باب لبس الحرير وافتراشه للرجال، وقدر ما يجوز منه، ح: 5834

[79] الصحيح للبخاری، كتاب اللباس، باب الحرير للنساء، رقم الحديث: 5840

[80] الصحيح للبخاری، كتاب الأدب، باب من تجمل للوفود، رقم الحديث: 6081

[81] الصحيح للبخاری، كتاب اللباس، باب لبس الحرير وافتراشه للرجال، وقدر ما يجوز منه، ح: 5829

[82] الصحيح للبخاری، كتاب اللباس، باب الحرير للنساء، ح: 5842

[83] السنن لابی داؤد، كِتَاب اللِّبَاسِ، بَابُ مَا جَاءَ فِي إِسْبَالِ الْإِزَارِ، ح: 4084

[84] الصحيح للبخاری، كتاب اللباس، باب ما أسفل من الكعبين فهو في النار، ح: 5787

[85] الصحيح للبخاری، كتاب اللباس، باب الاحتباء في ثوب واحد، ح: 5821

[86] السنن لابن ماجه، كِتَابُ اللِّبَاسِ، بَابُ الْبَسْ مَا شِئْتَ، مَا أَخْطَأَكَ سَرَفٌ أَوْ مَخِيلَةٌ ح: 3605

[87] الاعراف، 7: 31

[88] السنن لابی داؤد، كِتَاب اللِّبَاسِ، بَابٌ فِي الْعَمَائِمِ ح: 4076

[89] الجامع الصحيح للبخاری، كِتَاب اللِّبَاسِ، باب البرود والحبرة والشملة، ح: 5810

[90] الجامع الصحيح للبخاری، كِتَاب اللِّبَاسِ، باب البرود والحبرة والشملة، ح: 5813

[91] الجامع الصحيح للبخاری، كِتَاب اللِّبَاسِ، باب البرود والحبرة والشملة، ح: 5814

[92] الجامع الصحيح للبخاری، كِتَاب اللِّبَاسِ، باب الأكسية والخمائص، ح: 5817

[93] الجامع الصحيح للبخاری، كِتَاب اللِّبَاسِ، باب الخميصة السوداء، ح: 5824

[94] الجامع الصحيح للبخاری، كتاب اللباس، باب البرانس، ح:5802

[95] الجامع الصحيح للبخاری، كتاب الصلاة، باب الصلاة في الثوب الأحمر ،ح: 376

[96] السنن لابی داؤد، كِتَاب اللِّبَاسِ ،بَابُ لِبَاسِ الْغَلِيظِ ،ح: 4037

[97] السيرة النبوية لابن هشام ، 603/2

[98] الجامع الصحيح للبخاری، كتاب اللباس ،باب لبس جبة الصوف في الغزو ،ح: 5799

[99] الجامع الصحيح للبخاری، كتاب اللباس ،باب من لبس جبة ضيقة الكمين في السفر ،ح:5798

[100] الجامع الصحيح للبخاری، كتاب اللباس ،باب القباء وفروج حرير ، رقم الحديث:5800

[101] السنن لابی داؤد، كتاب اللباس، بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقَمِيصِ، رقم الحديث: 4025

[102] الشوكانی ،محمد بن علی، نيل الأوطار، دار الحديث، مصر ، 1993م، 125/2

[103] السنن لابن ماجه، كِتَابُ اللِّبَاسِ ،بَابُ الْبَيَاضِ مِنَ الثِّيَابِ ،رقم الحديث: 3566

[104] طٰهٰ، 20: 12

[105] البيان والتبيين، 72/3؛ بلوغ الارب فی معرفة احوال العرب، 626/4

[106] البيان والتبيين، 73/3

[107] البيان والتبيين، 73/3

[108] البيان والتبيين، 74/3

[109] بلوغ الارب فی معرفة احوال العرب، 632/4

[110] البيان والتبيين، 75/3

[111] فتح الباري شرح صحيح البخاري، 308/10

[112] الصحيح للبخاری كتاب اللباس، باب قبالان في نعل، ومن رأى قبالا واحدا واسعا، ح: 5857

[113] الصحيح للبخاری، كتاب اللباس ،باب قبالان في نعل، ومن رأى قبالا واحدا واسعا، ح: 5858

[114] الجامع الصحيح للبخاری، كتاب اللباس ، باب النعال السبتية وغيرها ،ح: 5851